ترجمہ مولانا محمد اسلم حنیف، فاضل مدینہ یونیورسٹی

عبداللہ بن سبا اور دین شیعہ

امام العصر علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ

عبداللہ بن سبا صنعاء کے یہودیوں میں سے تھا اس کی ماں سوداء تھی

عبداللہ بن سباء یہودی کو نئے دین سے ضد اور عناد تھا جس نے یہودی رعب و دبدبہ کو مدینہ اور حجاز سے دیس نکالا دیا تھا۔ خلافت عثمانیہ میں اس نے اسلام کا لبادہ اوڑھا اور بلاد حجاز میں نقل مکانی کرتا رہا۔ پھر بصرہ اور کوفہ اور پھر شام جا نکلا۔ ہر شہر میں اس کی کوشش صرف یہ تھی کہ کمزور ایمان لوگوں کو گمراہ کرے تاہم وہ ان شہروں میں اپنی مذموم مساعی میں کامیاب نہ ہو سکا تو مصر جا نکلا اور وہاں لوگوں کو ورغلاتا رہا اور ناپختہ کار اذھان کو نئے فتنے کے لئے تیار کرتا رہا تا آنکہ اس نے کچھ اذھان تیار کر لئے اور یہ سبق دیا کہ مجھے تعجب ہے کہ تم اس بات کی تصدیق کرتے ہو کہ عیسیٰ بن مریم تو دنیا میں واپس تشریف لائیں گے مگر اس بات کو ماننے سے انکار کرتے ہو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی واپس آئیں گی۔

انہیں یہی سبق دیتا رہا یہاں تک کہ اس کے تلامذہ رجعت کے قائل ہو گئے اور وہ پہلا شخص تھا جس نے اس امت کو رجعت کا سبق دیا۔

پھر دوسرا سبق یہ دیا کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے اور علی بن ابی طالبؓ وصی الرسول ہیں۔ اس سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ کے رسول کی وصیت کو پورا نہ ہونے دے بلکہ اس سے بڑھ کر خود وصی الرسول کا حق غصب کر لے۔ لوگو عثمانؓ نے علیؓ کا حق چھینا ہے اور اس پر ظلم و

زیادتی کی ہے۔ لوگو اٹھو اور مظلوم کو اس کا حق دلواؤ۔

مگر یاد رکھو اس کے لئے منصوبہ بندی یوں کرنی ہوگی کہ امراء اور عاملین پر اعتراضات کرو مگر اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکو کا نام دو تب تم لوگوں کے اذھان کو اس طرف مائل کر سکو گے۔ اس دعوت کی خاطر اس نے چند افراد تیار کئے اور انہیں مختلف علاقوں میں پھیلا دیا ان کے درمیان خفیہ خط و کتابت جاری رہی یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ آ پہنچا اور اسی سازش کے تحت سب سے پہلے امام مظلوم خلیفہ المسلمین حضرت عثمانؓ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے اپنے حرم اور اپنے گھر میں شہید کر دیئے گئے۔ اللہ کا یہی فیصلہ تھا اور اسے پورا ہونا تھا(مقالات الاسلامیین للاشعری ج ا حاشیہ ص ۵۰ طبع مصری)

اس سے قبل مورخین میں سے طبری نے یوں نقل کیا ہے۔

عبد اللہ بن سبا یہودی النسل اہل صنعاء میں سے سوداء نامی عورت کا بیٹا تھا۔ خلافت عثمانیہ میں اسلام کا لبادہ اوڑھ کر بلاد اسلامیہ میں نقل مکانی کرتا رہا تاکہ لوگوں کو اپنے اصل مشن کے لئے تیار کر سکے حجاز سے اس نے اس مشن کا آغاز کیا پھر بصرہ اور کوفہ سے ہوتا ہوا شام جا نکلا لیکن اس پورے سفر میں وہ اپنے مشن کی تکمیل نہ کر سکا کیونکہ عوام الناس نے اس سے تعاون نہ کیا بلکہ اہل شام نے اسے ملک بدر کردیا اور اس نے مصر کا رخ کیا اور اسے حسب منشا بعض اذہان مل گئے تو اس نے انہیں سب سے پہلے قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ سے دھوکہ دیا جس میں اللہ رب العزت نے اپنے نبی کی شان کی بابت فرمایا:

جس نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے وہ ذات آپ کو معاد کی طرف لوٹانے والی ہے

اس نے کہا کہ مجھے تم پر تعجب ہے کہ تم رجعت عیسیٰ بن مریم کو مانتے ہو اور رجعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے ہو جبکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عیسیٰ بن مریم سے رجعت کے زیادہ حق دار ہیں۔ لوگوں نے اس کی بات کو تسلیم کر لیا جہاں سے رجعت کا نظریہ

معرض وجود میں آیا۔

پھر اس نے دوسرا نظریہ یہ پیش کیا کہ اللہ نے ہزاروں نبی مبعوث کئے اور ہر نبی کا ایک وصی بنایا اور علیؓ وصی الرسول ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور علی رضی اللہ عنہ خاتم الاوصیاء۔ پھر کہا کہ اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے جو وصیت رسول کی راہ میں حائل ہو کر وصی کی بجائے خود امت کا خلیفہ بن جائے۔

اور اس کے بعد اس نے حضرت عثمانؓ پر طعن شروع کیا اور کہا کہ عثمان نے خلافت ناحق حاصل کی ہے۔ لوگو وصی رسول موجود ہے اٹھو اور اسے اس کا حق دلواؤ اور اس کا آغاز امراء پر طعن و تشنیع اور اعتراضات سے کرو اور اسے امربالمعروف اور نہی عن المنکو کا لبادہ پہناؤ تاکہ تم لوگوں کو اپنی طرف مائل کرسکو۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے تلامذہ نے یہ بیڑا اٹھایا اور اپنے ہم خیال لوگوں سے مختلف شہروں میں خط و کتابت شروع کردی اور خفیہ طور پر اس مہم کا آغاز کیا اور اسے امربالمعروف اور نہی عن المنکو کا حسب پروگرام نام دیا گیا جو خط و کتابت بھی ہوتی اس میں امراء پر اعتراضات ضرور ہوتے ۔ ہر شہر میں سے دوسرے شہر اور وہاں سے تیسرے شہر خطوط کا طویل سلسلہ شروع ہوا یہاں تک کہ مدینہ منورہ کو بھی انہوں نے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور پوری سلطنت اسلامیہ پر یہ فتنہ پھیل گیا۔ ادھر شہر والے یہ کہہ رہے تھے کہ اہل مدینہ عافیت میں ہیں اور باقی تمام بلاد اسلامیہ فتنہ میں مبتلا ہیں۔ ہر شہر کی کیفیت یہی تھی۔ پھر سعد اور طلحہؓ نے لوگوں کو جمع کیا اور کہا امیرالمومنین کے پاس جاؤ اور دریافت کرو کہ تمہیں بھی لوگوں کی بے چینی کی اطلاعات موصول ہو رہی ہیں یا یہ صرف ہم تک ہی محدود ہیں انہوں نے فرمایا مجھے تو صرف امن وسلامتی کی اطلاعات مل رہی ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہمیں تو یہ خبریں مل رہی ہیں۔ پھر تفصیل حضرت عثمان کو بتلائی تو حضرت عثمان نے فرمایا تم میرے شریک کار ہو اور مومنوں کے نمائندے ہو۔ تم ہی مشورہ دو کہ اب کیا کرنا چاہئے ۔ انہوں نے کہا آپ اپنے

خصوصی نمائندے ہر شہر میں بھیج دیں تاکہ وہ صحیح صورت حال سے آپ کو آگاہ کریں تب آپ نے سعد بن مسلمہ کو کوفہ اور اسامہ بن زید کو بصرہ' عمار بن یاسر کو مصر اور عبد اللہ بن عمر کو شام روانہ کیا اور ان کے علاوہ بھی کچھ لوگ مختلف علاقوں میں متعین کر دئے کچھ دنوں بعد تمام نمائندے واپس آ گئے مگر عمار بن یاسر ابھی تک نہ آئے۔ سب نے یہی کہا کہ ہم نے کوئی غیر مناسب معاملہ نہیں دیکھا اور نہ ہی عوام الناس اور اعیان المسلمین نے ہی کوئی ایسی اطلاع دی ہے۔ اہل اسلام کا معاملہ بخوبی چل رہا ہے۔ امراء المسلمین عدل و انصاف پر مبنی نظام چلا رہے ہیں اور عوام الناس ان کے زیر سایہ امن کی زندگی بسر کر رہے ہیں تاہم حضرت عمار بن یاسر کی تاخیر لوگوں کے لئے پریشان کن تھی یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے خیال کیا کہ شاید آپ کو کہیں قتل نہ کر دیا گیا ہو۔ لوگ اسی پریشانی میں مبتلا تھے کہ اچانک عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کا خط مدینہ منورہ پہنچا۔ انہوں نے لکھا کہ عمار کو مصریوں کے ورغلا لیا ہے اور عبد اللہ بن سوداء' خالد بن ملجم اور سودان بن حران اور کنانہ بن بشر نے ان کے گرد گھیرا ڈال رکھا ہے۔ (الطبری جلد ۵ ص ۹۸-۹۹)

اسی طرح ابن کثیر اور ابن الاثیر نے بھی نقل کیا ہے (البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۱۶۷)

اور ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں یوں نقل کیا ہے:

کہ عبد اللہ بن سباء جو ابن سوداء کے نام سے معروف ہے یہود النسل تھا۔ خلافت عثمانیہ میں اس نے ہجرت کی مگر اس کا اسلام لانا بھی کار خیر ثابت نہ ہو سکا جس کے سبب اسے بصرہ سے نکالا گیا تو وہ کوفہ چلا گیا پھر شام جا نکلا وہاں سے نکالا گیا تو مصر جا پہنچا۔ ابن سوداء حضرت عثمان پر بہت طعن کیا کرتا تھا اور خفیہ طور پر اہل بیت کی دعوت دیتا تھا اور لوگوں کو اس تحریک پر اکساتا تھا اور امراء عثمانیہ پر طعن کرنے کی تلقین کیا کرتا تھا۔ لوگ اس کے بہت بہکاوے میں آ گئے اور پھر یہ تحریک خفیہ خطوط کے ذریعے آگے بڑھی۔ اس کام میں اس کے ہمراہ خالد بن ملجم'

سودان بن حمران اور کنانہ بن بشر بھی پیش پیش تھے۔ انہوں نے عمار کو مدینہ جانے سے روک دیا (حضرت عثمان پر جن چیزوں کا اعتراض کرتے تھے) ان میں سے حضرت ابوذرؓ کو شام اور مدینہ سے نکال کر ربذہ میں آباد کرنا جس کا سبب حضرت ابوذر کا زہد اور تقویٰ تھا اور لوگوں کو بھی زہد عن الدنیا پر برانگیختہ کرنا اور وہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن کے کھانے سے زائد خوراک جمع کرنا کسی کے لئے جائز نہیں ہے اور سونا چاندی جمع کرنے کی سخت مذمت کیا کرتے تھے۔

ابن سبا ان کے پاس آتا اور انہیں حضرت معاویہؓ کے خلاف اکسایا کرتا تھا اور ان کے قول "المال مال اللہ" پر اعتراض کرتا اور حضرت ابوذر کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتا کہ انکی اس سے مراد یہ ہے کہ وہ مال کو لوگوں پر خرچ کرنا نہیں چاہتے۔ حضرت ابوذر کو اس پر غصہ آیا اور انہوں نے کہا کہ میں اس کی بجائے مال المسلمین کہا کروں گا تاکہ وہ مسلمانوں پر خرچ ہو سکے۔

ابن سبا ابوالدرداء اور عبادہ بن صامت کے ہاں بھی گیا اور یہی کہا مگر انہوں نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا بلکہ عبادہ بن صامت نے اسے گرفتار کر کے حضرت معاویہ کے حوالے کر دیا اور کہا کہ اس نے حضرت ابوذر کو آپ کے خلاف اکسایا تھا (تاریخ ابن خلدون جلد ۲ ص ۱۳۹ باب: بدا الانتقاض علی عثمان)

حافظ ابن حجر نے ابو عساکر سے نقل کیا ہے کہ وہ اصلاً یمن کا یہودی تھا۔ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر بلاد المسلمین میں چکر لگاتا رہا تاکہ لوگوں کو اطاعت امیر سے منحرف کر سکے اور انہیں فتنہ میں مبتلا کرے اور دمشق بھی وہ اسی غرض فاسد کے لئے داخل ہوا تھا (لسان المیزان جلد ۳ ص ۲۸۹)

اسی طرح اسفرائینی نے بھی بیان کیا ہے کہ ابن سبا اصلاً یہودی تھا۔ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر دین کا حلیہ بگاڑنا چاہتا تھا (التبصیر فی الدین للابی المظفر الاسفرائینی: ص ۱۰۹)